JIBAS (The International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN: APPLIED FOR (P) & (E)
Home Page: http://jibas.org
Approved by HEC in Y Category
Indexing IRI (AIOU), Australian Islamic Library, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

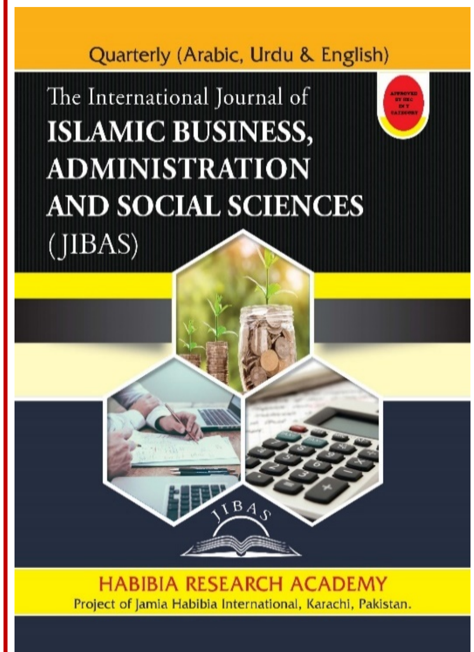

TOPIC:

A RESEARCH REVIEW OF CONFUCIAN COMMUNICATION (SOCIAL TEACHINGS) AND SOCIAL TEACHINGS OF ISLAM

کنفیوشس کے رابطے (معاشرتی تعلیمات)اوراسلام کی معاشرتی تعلیماتایک تحقیقی جائزہ

AUTHORS:

1. *Nazia Atta, Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Govt Sadiq Collage Women University Bahawalpur. Email ID: naziaatta51@gmail.com Orcid ID: https://Orcid.org/0000-0002-7721-2533*
2. *Dr.Sobia Khan, Assistant Professor, Department of Islamic Culture, Govt Sadiq Collage Women University Bahawalpur. Email ID: sobiakousar.khan@gmail.com Oricd ID: https://orcid.org/0000-0001-9128-2071*
3. *Farhana Riaz,* Ph. *D Scholar, Department of Islamic Studies, Govt Sadiq Collage Women University Bahawalpur. Email ID: Sweetfari816@gmail.com Orcid ID: https://Orcid.org/0000-0002-81672372*

How to Cite: *Atta, Nazia, Sobia Khan, and Farhana Riaz. 2022. "A RESEARCH REVIEW OF CONFUCIAN COMMUNICATION (SOCIAL TEACHINGS) AND SOCIAL TEACHINGS OF ISLAM: کنفیوشس کے رابطے (معاشرتی تعلیمات) اور اسلام کی معاشرتی تعلیماتایک تحقیقی جائزہ". International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences (JIBAS) 2 (3):95-112.*
URL: http://www.jibas.org/index.php/jibas/article/view/93.

Vol. 2, No.3 || July –September 2022 || P. 95-112
Published online: 2022-09-30

QR. Code

A RESEARCH REVIEW OF CONFUCIAN COMMUNICATION (SOCIAL TEACHINGS) AND SOCIAL TEACHINGS OF ISLAM

کنفیوشس کے رابطے(معاشرتی تعلیمات)اوراسلام کی معاشرتی تعلیماتایک تحقیقی جائزہ

Nazia Atta, Sobia Khan, Farhana Riaz,

ABSTRACT:

Confucius, who lived from 551 BC to 479 BC, is considered the most important figure in Chinese history. In his teachings, he talked about the social position of the individual in an organized society. Confucianism is the largest and local religion of China. The founder of this religion is the famous ruler of China (Confucius) according to the western name given to him. Confucius did not claim inspiration, he only discussed the duties of man as a member of the society. Disobedience is disobedience. His teachings were purely secular. He recognized man as a member of society. Proper training of the individual is essential for a peaceful and orderly society. The ruler is the ideal model of his society.

Keywords**:** *Confucian, Communication, Social Teachings, Islam*

کنفیوشس، جس کا عہد 551ق م سے 479ق م ہے، چین کی تاریخ کا اہم ترین فرد شمار ہوتا ہے۔ اپنی تعلیمات میں اس نے ایک منظم معاشرے میں فرد کے سماجی مقام پر بات کی۔ کنفیوشس مذہب چین کا سب سے بڑا اور مقامی مذہب ہے۔ اس مذہب کا بانی علماء مغرب کے دیے ہوئے نام کے مطابق چین کا مشہور حاکم (Confucius) ہے۔ کنفیوشس نے الہام کا کوئی دعویٰ نہیں کیا، اس کو صرف انسان کے ان فرائض سے بحث ہے جو اس پر معاشرے کے فرد کی حیثیت سے عائد ہوتے ہیں۔ ان ہی فرائض کی ادائیگی میں ہم آہنگی، رضائے الٰہی کی پابندی ہے اور ان کی خلاف ورزی نافرمانی ہے۔ اس کی تعلیمات خالص دنیاوی تھی' وہ انسان کو معاشرے کے ایک فرد کی حیثیت سے تسلیم کرتا ہے۔ فرد کی صحیح تربیت ہی ایک پُرامن اور منظم معاشرے کے لئے ضروری ہے۔ حکمران اپنے معاشرے کا مثالی نمونہ ہوتا ہے۔

کنفیوشس کا تعارف:

الموسوعة الميسرة في الأديان والمذاهب والأحزاب المعاصرة میں لکھا ہے: **"الكونفوشيوسية ديانة أهل الصين، وهي ترجع إلى الفيلسوف كونفوشيوس الذي ظهر في القرن السادس قبل الميلاد داعياً إلى إحياء الطقوس والعادات والتقاليد الدينية التي ورثها الصينيون عن أجدادهم مضيفاً إليها جانباً من فلسفته وآرائه في الأخلاق والمعاملات والسلوك القويم. وهي تقوم على عبادة إله السماء أو الإله الأعظم، وتقديس الملائكة، وعبادة أرواح الآباء والأجداد."**[1]

"کنفیوشس ازم چین کے لوگوں کا ایک مذہب ہے، اور یہ فلسفی کنفیوشس کی طرف منسوب ہے، جو چھٹی صدی قبل مسیح میں نمودار ہوا، جس نے ان رسومات، رسوم ورواج اور مذہبی روایات کے احیاء کا مطالبہ کیا جو چینیوں کو اپنے آباؤاجداد سے وراثت میں ملی تھیں۔ اس میں دانشمند کنفیوشس کے کچھ خیالات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ آسمان کے دیوتا یا سب سے بڑے دیوتا کی عبادت، فرشتوں کی تقدیس، اور باپ دادا کی روحوں کی عبادت پر مبنی ہے۔"

کنفیوشس کے بانی کا تعارف: کنفیوشس 551 قبل مسیح میں ریاست لُو میں پیدا ہوا، اس کا اصلی نام کُنگ فوزے تھا، جو مغربی مصنفوں نے بگاڑ کر کنفیوشس کر لیا اور اب اسی نام سے وہ پوری دنیا میں مشہور ہے۔ اس کا خاندان کُنگ ملک کے نہایت معزز خاندانوں میں شمار ہوتا تھا۔

کنفیوشس کے باپ کا نام شولیانگ تھا جو ایک طاقتور سپاہی تھا۔ جب کنفیوشس تین سال کا تھا تو اس کا باپ فوت ہو گیا اور اس کی تعلیم کی ذمہ داری اس کی ماں پر آگئی۔ ماں نے سات سال تک خود تعلیم دی اس کے بعد مدرسہ میں داخل کر دیا جہاں وہ 17 سال کی عمر تک رہا۔ مدرسے کی تعلیم کے بعد اس کو غلہ فروخت کرنے کی محاسبی کا عہدہ مل گیا۔ جس کو اس نے اس خوبی سے انجام دیا کہ بالاخر اس کے محکمے کے ماتحت ایک زراعتی مدرسہ قائم ہو گیا، کچھ عرصہ کے لیے کنفیوشس زراعت اور مویشیوں کے چرواہوں کا نگران بھی رہا۔ لیکن اسی زمانے میں اس کی والدہ انتقال کر گئیں اور وہ تین سال کے لیے گوشہ نشین ہو گیا۔۔ اس زمانے کو بھی اس نے ضائع نہ ہونے دیا بلکہ اس عرصے میں موسیقی اور تیر اندازی میں مہارت تامہ حاصل کر لی۔ تیس سال کی عمر میں وہ علوم ظاہری و باطنی سے کماحقہ آراستہ ہو گیا۔

33 برس کی عمر میں اس نے تعلیم و تدریس کے میدان میں قدم رکھا اور ایک معلم کی حیثیت سے لوگوں کو تعلیم دینے لگا۔[2]

وفات: ان کا انتقال 479 قبل مسیح میں ہوا۔[3] 72 سال کی عمر میں انتقال ہوا اور کوفوہنگ کے مقام پر دفن کیا گیا۔[4]

کنفیوشس کے رابطے (معاشرتی تعلیمات): تنظیم معاشرہ حکیم کنفیوشس کے نزدیک پانچ "رشتوں" سے ہوتی ہے۔ ہر رشتہ وفاداریوں کے نظام سے منسلک ہے، انہوں نے صرف ان امور سے بحث کی جن سے عوام کو روز مرّہ کی زندگی سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس طرح اس کی معاشرتی اور اخلاقی تعلیمات سادہ، عام فہم اور لچکدار ہیں، جس کا بیشتر حصہ فطری اصول پر مبنی ہے۔

کنفیوشس نے معاشرتی استحکام کے لیے مندرجہ ذیل پانچ رابطوں کے استحکام پر زور دیا:

1۔ حاکم اور رعایا کا تعلق

2۔ باپ اور بیٹے کا تعلق

3۔ میاں اور بیوی کا تعلق

4۔ بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی سے تعلق

5۔ دوست کا دوست سے تعلق۔

کنفیوشس نے اخلاقی زندگی اور معاشرتی استحکام کی بنیاد مذکورہ بالا پانچ رابطوں پر رکھی ہے، ان میں سے ہر ایک کے ذمہ کچھ فرائض اور ہر ایک کے لیے کچھ حقوق ہیں، جن کا تعلق حاکم وقت سے بھی ہے اور عام رعایا سے بھی۔ ان میں سے ہر شخص اطاعت و فرمانبرداری کے ایسے

نظام سے منسلک ہے جس کا تعلق ایک دوسرے سے ہے۔پہلے چار رشتوں کے متعلق معین اصول ہیں اور پانچویں میں تسلیم ورضا اہم کردار سرانجام دیتے ہیں۔

کنفیوشس اس بات کا قائل ہے کہ بد نظمی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب حاکم اپنے مرتبے کے تقاضے نبھانے میں قاصر ہو اور رعایا بھی اپنے مقام سے دور جا چکی ہو۔باپ اپنے مقام اور مرتبہ سے غافل ہو اور بیٹا اپنے فرائض سے منہ موڑ چکا ہو۔علی ھذا القیاس اخلاقی بلندی اور معاشرتی استحکام اس وقت تک نہیں آسکتا جب تک ہر ایک اپنے اپنے مرتبہ اور مقام کا خیال نہ رکھے۔

کسی نے ایک بار ان سے پوچھا:"کیا کوئی ایسا لفظ ہے جو زندگی کے لیے بنیادی اصول کا کام دے سکے؟"

اس نے جواب دیا:"ہاں!" باہمی مراعات"یعنی دوسروں کے ساتھ وہ سلوک نہ کرو جو تم دوسروں سے اپنے لیے پسند نہیں کرتے۔"

کنفیوشس کا یہ بھی قول ہے:"اچھی حکومت اور اچھا معاشرہ وہ ہے جس میں بادشاہ بادشاہ ہو،وزیر وزیر ہو،باپ باپ ہو اور بیٹا بیٹا ہو۔"[5]

1۔حاکم اور رعایا: کنفیوشس کے نزدیک رعایا کو ہر حال میں حاکم کی اطاعت کرنی چاہیئے۔حکمرانوں میں خیر اندیشی اور عوام میں وفاداری ہونی چاہیئے۔اسلام نے بھی حاکم کی اطاعت کی تاکید کی ہے۔جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"**أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ**"[6]"اے ایمان والو!اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں صاحب حکومت ہیں۔"

لیکن اسلام میں یہ اطاعت مشروط ہے یعنی صرف ان احکامات کی اطاعت کی جائے گی جو اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے تحت ہوں گے،جیسا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:"**لاَ طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةٍ،إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي المَعْرُوفِ**"[7]"کسی مخلوق کی اطاعت خالق کی نافرمانی میں نہ کی جائے بلکہ اطاعت صرف نیکی میں ہے۔"

اسی طرح خلیفہ اوّل حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ خلافت میں فرمایا تھا:"**فَأَطِيعُونِي مَا أَطَعْتُ اللَّهَ،وَإِذَا عَصَيْتُ فَلاطَاعَةَ لِي عَلَيْكُمْ**"[8] "جب تک میں اللہ کی اطاعت کروں اس وقت تم میری اطاعت کرنا بصورت دیگر تم پر میری اطاعت لازم نہیں۔"

ایک اور حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے فرمایا:"**السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى المَرْءِ المُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ، مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلاَ سَمْعَ وَلاَ طَاعَةَ**"[9]

"مسلمان کے لیے امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے،ان چیزوں میں بھی جنہیں وہ پسند کرے اور ان میں بھی جنہیں وہ ناپسند کرے،جب تک معصیت کا حکم نہ دیا جائے،اگر معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر اطاعت ضروری نہیں۔"

علاوہ ازیں حاکم کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ رعایا کی بہتری کے لیے کوشاں رہے۔حکمران پر فرض ہے کہ وہ رعایا کے کمزور،معذور اور بے سہارا طبقوں کو ضروریات زندگی مہیا کرے۔اس طرح اسے رعایا کے جان،مال اور عزت کی حفاظت کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔

الموسوعة الميسرة في الأديان والمذاهب والأحزاب المعاصرة میں لکھا ہے کہ حکمران کے اخلاق درج ذیل ہیں:

1 -ان لوگوں کا احترام کرنا جو عزت کے مستحق ہیں۔

2 -جن سے اس کا تعلق ہے ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور ان کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنا۔

3 -اپنے وزراء اور ملازمین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔

4 -فائدہ مند فنون کی حوصلہ افزائی اور ترویج کے دوران عوامی مفاد میں اس کی دلچسپی۔

5 -اپنے ملک میں مقیم دوسرے ممالک کے شہریوں کے ساتھ حسن سلوک۔

6-سلطنت کے شہزادوں اور اس کے عام لوگوں کے لیے خوشحالی کا حصول۔[10]

2۔باپ اور بیٹا: کنفیوشس میں باپ بیٹے کا مالک ہے اور بیٹا اس کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔باپ کے اندر شفقت اور محبت ہو اور بیٹے میں فرزندانہ احترام و تکریم ہو۔

مشین کے صحیح طور پر چلنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہر ایک پرزہ اپنا کام دوسرے پرزوں کے ساتھ اور مستری کی مرضی کے مطابق کرے۔خاندان میں یہی چیز باپ کی مرضی کے مطابق چلنے سے حاصل ہو سکتی ہے۔اسی لیے باپ کا اختیار اپنے خاندان پر مکمل مانا گیا۔باپ پر بھی فرائض قائم کیے گئے ہیں جو اس قصہ سے خوب ظاہر ہرتے ہیں۔

کنفیوشس کے زمانہ وزارت میں ایک شخص اپنے بیٹے کو لایا اور اس کے غیر برخوردارانہ رویہ کی شکایت کی، کنفیوشس نے دونوں کو تین تین ماہ کی سزا دے دی۔اس پر ان کے ساتھی نے اعتراض کیا اور کہا:"تم خود ہی کہتے ہو فرزندانہ اطاعت سب سے اہم چیز ہے تو اب کیوں اس خود سر کپوت کو سزائے قتل نہیں دیتے تا کہ سب کو عبرت ہو جائے۔" کنفیوشس بولا کہ قصور دونوں کا ہے، اس باپ نے بھی تو اپنے بیٹے کو کبھی اطاعت کی تعلیم نہیں دی۔"

غرض معاشرے کی اصلاح کے لیے چھوٹوں میں ایک طرف یکجہتی ہونی چاہیئے اور دوسری طرف بڑوں میں محبت، نرمی اور خیر خواہی۔[11]

اسلام نے والدین اور اولاد کے حقوق وضاحت سے بیان کیے ہیں۔اسلام نے والدین پر بچوں کی نہ صرف پرورش اور تربیت کی ذمہ داری ڈالی ہے بلکہ ان کی تعلیم اور روحانی تربیت کو دینی فریضہ قرار دیا ہے، تا کہ ان کی تعلیم و تربیت ان کی دنیا و آخرت میں کامیابی کی ضامن ہو۔

ارشاد خداوندی ہے:"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا"[12]"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ۔"

اسلام نے اولاد کے بڑے بڑے فرائض، احسان احترام، اطاعت، شکر گزاری اور دعائے خیر بیان کیے ہیں۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَاتَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًاوَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا"[13]

"اور تمہارے رب کا حکم ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ،ان کے سامنے انکساری کا پہلو جھکائے رکھو، انہیں اف تک نہ کہو، نہ جھڑکو، بلکہ ان سے ادب سے گفتگو کرو اور دعا کرتے رہو کہ اے اللہ ان پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے پالا۔"

اسی طرح دین اسلام نے تفصیل سے والدین اور اولاد کے حقوق و فرائض کا تعین کیا ہے۔

3۔میاں بیوی کا تعلق: کنفیوشس میں میاں گھر کا سربراہ ہے اور بیوی غلام۔شوہر کو راست باز اور بیوی کو اطاعت شعار ہونا چاہیئے۔

انسان بنیادی طور پر مدنی الطبع ہے۔ارسطو کے بقول انسان مل جل کر رہنے کا عادی ہے اس طرح عائلی زندگی تمدن کا بنیادی اور پہلا یونٹ ہے۔قرآن مجید نے عائلی زندگی میں قاعدہ کلیہ اس طرح بیان کیا ہے:"**الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ**"[14]"مرد عورتوں پر قوّام ہیں۔" عائلی زندگی میں مرد کو سربراہی حاصل ہے اور عورت اس کی مشیر اور وزیر ہے۔پھر قرآن حکیم نے ایک مثالی بیوی کی اس طرح خصوصیات بیان کی ہیں:"**فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ**"[15]"نیک بیویاں اپنے خاوند کی مطیع اور ان کی عدم موجودگی میں مال وعزت کی محافظ ہوتی ہیں۔"

اس کی تائید میں حضور ﷺ نے فرمایا:"**مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ، إِنْ أَمَرَهَا أَطَاعَتْهُ، وَإِنْ نَظَرَ إِلَيْهَا سَرَّتْهُ،وَإِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ**"[16] "بہترین بیوی وہ ہے کوئی بات کہو تو اطاعت کرے،اگر اس کی طرف دیکھو تو دل خوش ہو جائے اور تمہاری غیر حاضری میں تمہارے مال اور عزّت کی حفاظت کرے۔"

اس کے برعکس ایک خاوند کو ہدایت کی:"**خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ**"[17]"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے حق میں بہتر ہو۔"

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ بیوی کا شوہر پر کیا حق ہے؟تو آپ ﷺ نے فرمایا:"**أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَاطَعِمْتَ، وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، وَلا تَضْرِبَ الْوَجْهَ وَلا تُقَبِّحْ**"[18] "خاوند پر فرض ہے جو خود کھائے وہ اسے کھلائے اور جیسا خود پہنے ویسا اس کو پہنائے اور ناراضگی کی حالت میں اس کے منہ پر تھپڑ نہ مارے اور نہ گالی دے۔"

الغرض میاں بیوی انسانی گاڑی کے دو پہیے ہیں، جنہیں اسلام نے اپنے اپنے فرائض خوش اسلوبی سے ادا کرنے کی تاکید کی ہے تاکہ انسانی زندگی کی گاڑی آسانی سے رواں دواں رہے۔

4۔بھائی کا بھائی سے تعلق: کنفیوشس کہتا ہے کہ ایک بھائی کے دوسرے بھائی کے ساتھ تعلقات بہتر ہونے چاہئیں۔بڑے بھائی میں شرافت اور چھوٹے میں انکساری ہونی چاہیئے۔

تمام مسلمان آپس میں دینی بھائی ہیں،لہذا انہیں آپس میں اتفاق،اتحاد اور پیار و محبت سے رہنا چاہیئے،چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"**إِنَّمَاالْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ**"[19]"بے شک مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:"وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا"[20]"تم سب اللہ کی رسی کو تھام لو اور آپس میں لڑائی جھگڑا نہ کرو۔"

رسول اللہ ﷺ نے اس کی وضاحت یوں فرمائی:"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:لَا تَحَاسَدُوا، وَلَاتَنَاجَشُوا،وَلَا تَبَاغَضُوا،وَلَا تَدَابَرُوا،وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ،وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَايَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ،وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هَاهُنَا"[21]

"حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، کسی چیز کی قیمت بڑھانے کے لیے بولی نہ دو، آپس میں بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو، ایک دوسرے کے سودے پر سودا مت کرو۔ اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس کا ساتھ چھوڑتا ہے، نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اسے حقارت سے دیکھتا ہے۔"

5۔دوست کا دوست سے تعلق: کنفیوشس میں دوستی کوئی لازمی امر نہیں، اگر کسی آدمی کا کوئی دوست ہو تو اسے اس کی رعایت اور خوشنودی ملحوظ خاطر رکھنی چاہیئے۔

اسلام میں دوستی، محبت اور دشمنی کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کو ٹھہرایا ہے اور"الْحُبُّ فِي اللَّهِ،وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ"[22]"اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے نفرت"کا بار بار درس دیا گیا ہے۔ ایک دوست کو دوسرے دوست سے نہ صرف محبت اور پیار سے پیش آنا چاہیئے بلکہ اس کے لیے ایثار اور قربانی کا بھی مظاہرہ کرنا چاہیئے اور ضرورت پڑنے پر اس کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر ترجیح دینی چاہیئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:"وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ"[23] "اور وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ وہ خود ضرورت مند ہی کیوں نہ ہوں۔"

اس کی تائید میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:"الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لاَ يَظْلِمُهُ وَلاَ يُسْلِمُهُ"[24]"ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے مصیبت میں تنہا چھوڑتا ہے۔"

ابن خلدون نے لکھا ہے:"معاشرہ میں مختلف لوگوں کو علیحدہ علیحدہ صلاحتیں عطا کی گئی ہیں۔ ہر انسان دوسرے کا محتاج ہے۔ اگر تمام افراد معاشرہ اپنے فرائض بہتر طور پر ادا کریں تو معاشرہ ترقی کرتا ہے۔"[25]

اس طرح اسلام نے معاشرتی اصلاح کی غرض سے مندرجہ بالا تمام اکائیوں اور رشتوں کی اصلاح کے لیے اصول و ضوابط مقرر کیے ہیں، تاکہ معاشرے کا ہر طبقہ اپنے فرائض دیانت داری سے ادا کرے اور معاشرہ مستحکم، مضبوط اور مثالی بن جائے۔

اسلام کی معاشرتی تعلیمات: اسلام نے معاشرت کے جو اصول وضع کیے ہیں وہ ہمہ گیر بنیادوں پر استوار کیے گئے ہیں۔

اسلام نے معاشرتی تعلیمات میں سب سے زیادہ اہمیت عقیدہ اور مقاصد کی ہم آہنگی کو دی ہے۔ دو مختلف انسانوں کے درمیان تعلقات اسی وقت استوار ہوسکتے ہیں جب ان کے درمیان عقیدہ اور عمل کا اتحاد پایا جاتا ہے۔ اس لیے قرآن مجید نے انسانی معاشرے کو صرف دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔

1۔ مومن

2۔ کافر

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ"[26] "وہی اللہ ہے جس نے تم کو پیدا فرمایا، تو تم میں کچھ کافر ہیں اور کچھ مومن۔"

اسلام نے مومنین کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ"[27] "بے شک مومن بھائی بھائی ہیں۔"

دوسری جگہ قرآن نے یہ حکم دیا ہے کہ کوئی مومن دوسرے مومن کو چھوڑ کر کافر سے دوستی پیدا نہ کرے، کیونکہ ان دونوں کے درمیان عقیدہ اور مقاصد میں سے کسی کی بھی یگانگت نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ ارشاد ربّانی ہے: "لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ"[28] "مومنین اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا ہمدرد و ہمساز ہرگز نہ بنائیں۔"

اسلام کی معاشرتی تعلیمات کا جائزہ درج ذیل ہے:

درس مساوات: قرآن حکیم کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ تمام انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور سارے برابر حیثیت رکھتے ہیں۔ انکے درمیان رنگ و نسل اور زبان وغیرہ کی بنیاد پر فرق و امتیاز جائز نہیں۔ ایمان اور عمل صالح یعنی تقویٰ ہی وہ بنیاد ہے جس کی رو سے ایک انسان دوسرے انسان کے مقابلے میں فضیلت اور برتری حاصل کر سکتا ہے۔ قرآن حکیم نے اس حقیقت کو اس طرح بیان کیا ہے: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ"[29]

"اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ خدا کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزّت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔"

اور اس نکتہ کی وضاحت حضور ﷺ نے یوں فرمائی: "لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ، وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ"[30] "کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ ہی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے، مگر صرف تقویٰ کے لحاظ سے۔"

قرآن کریم نے اپنی معاشرتی تعلیمات کی بنیاد تمام انسانوں کی مساوات اور انسانی شرافت پر رکھی ہے اور پوری انسانیت کے فطری شرف کا یوں اعلان عام کیا ہے: "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ"[31] "بے شک ہم نے بنی آدم کو عزّت بخشی۔"

اور فرمایا: "وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا"[32] "اور ہم نے انسان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت دی۔"

اس شرف وفضیلت میں قرآن مجید کی رو سے مرد اور عورت دونوں شامل ہیں۔ قرآن مجید اس بات کا انکار کرتا ہے کہ عورت اوّلین گناہ کا سبب بنی، صنف نازک انسانی نقطہ نظر سے مرد کے مقابلے میں فروتر ہے یا وہ کوئی ناگزیر برائی ہے جیسا کہ بعض فلاسفر اسے اسی طرح پیش کرتے ہیں۔ اسلام تمام مخلوق کو "عیال اللہ" سمجھتا ہے جس سے اللہ کو یکساں محبّت ہے۔

عائلی زندگی: اسلام نے عائلی زندگی کی تنظیم کرتے وقت خاندان کو خشتِ اوّل قرار دیا ہے۔ اس طرح وہ معاشرت کی بنیاد مرد اور عورت کے تعلقات کے توازن پر رکھتا ہے۔ قرآن مجید نے مرد کے لیے جو دائرہ کار موزوں تھا وہ اس کے لیے اور عورت کے لیے جو دائرہ کار فطری طور پر مناسب تھا وہ اس کے لیے مقرر کر دیا۔ اس سلسلے میں گھر کی دیکھ بھال، بچوں کی پرورش اور دیگر امور خانہ داری کو سرانجام دینا عورت کا سب سے بڑا فریضہ ہے۔ اس فریضہ کی خاطر خواہ تکمیل اس بات کا مطالبہ کرتی ہے کہ عورت اپنے گھر کے دائرہ کو اپنی مملکت سمجھے۔ یہ دائرہ محدود نہیں بلکہ نہایت وسیع ہے اور انسانی معاشرہ کی بنیاد ہے کیونکہ خاندان انسانی معاشرے کی اکائی ہے۔ مرد اور عورت کے باہمی تعلق سے ایک خاندان بنتا ہے، جو کہ اسلامی معاشرت میں ایک اہم اور مستقل یونٹ قرار پاتا ہے اور اس کی تشکیل رشتہ ازدواج سے ہوتی ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے رشتہ ازدواج معاشرتی زندگی کی اوّلین بنیاد ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ مسلم معاشرے میں نکاح کو سہل بنایا جائے۔ اسلام میں چند مخصوص رشتہ دار عورتوں اور مشرکات کو چھوڑ کر باقی تمام عورتوں سے نکاح کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ اگر ازدواجی زندگی میں کشیدگی ہو تو مرد کے لیے طلاق اور عورت کے لیے خلع کا راستہ کھلا رکھا ہے۔ اس طرح مرد و عورت کے آزادنہ اور بے لگام میل جول کی جڑ کاٹ دی گئی۔

خاندانی زندگی کے بارے میں قرآن کریم نے جو خصوصی ہدایات دی ہیں یا مرد اور عورت کے لیے جو حدود کار اور حقوق و فرائض مقرر کیے ہیں وہ مختصراً حسب ذیل ہیں:

- مرد کو خاندان کے معاش، تمدنی اور سیاسی زندگی کا نگران مقرر کیا ہے اور عورت کو خاندان کی گھریلو زندگی، بچوں کی تربیت، نشوونما، ان کی تعلیم اور دوسری ضروریات کا نگہبان مقرر کیا گیا ہے۔
- عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ پردہ کریں، اندرون خانہ کے فرائض سرانجام دیں، حتی الامکان عام حالات میں مرد کے ساتھ گھر سے باہر کی تگ ودو میں شریک نہ ہوں اور آرائش وزیبائش کا برملا اظہار نہ کریں۔ اگر انہیں کسی کام کے لیے گھر سے باہر جانا بھی پڑے تو پردہ کریں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى"[33] "اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح پہلے جاہلیت کے دنوں میں اظہار تجمل کرتی تھی اس طرح زینت نہ دکھاؤ۔"

- مرد اور عورت کا باہمی تعلق نہایت مقدس ہے۔ مرد اور عورت دونوں کو حکم ہے کہ وہ ایک دوسرے کے مخلص اور وفادار رہیں، بلکہ یک جان دو قالب ہوں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:"هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ"[34]"وہ (عورتیں) تمہارا (مردوں کا) لباس ہیں اور تم (مرد) ان (عورتوں) کا لباس ہو۔"

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:"وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً"[35] "اور اس کے نشانات میں ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے ازدواج پیدا کیں تاکہ تم ان کی طرف مائل ہو کر آرام حاصل کرو اور تم میں محبّت اور مہربانی پیدا کر دی۔"

- عورتیں اپنے شوہروں کے لیے وجہ تسکین ہوتی ہیں۔ مرد اور عورت کے ازدواجی تعلق کا مقصد محض شہوت اور تسکین نفس قرار نہیں دیا گیا بلکہ اسے تمدنی فریضہ قرار دیا گیا ہے، جس سے نسلِ انسانی کا ارتقاء ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کا فرض بچے ہی پیدا کرنا نہ ہو بلکہ ان کی تعلیم وتربیت کی مناسب پرورش بھی ہو۔
- اسلام نے وسیع تر انسانی مفاد اور ضرورت کے تحت ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت دی ہے۔ اسلام نے اس صورت میں حکم دیا ہے کہ اگر بیویاں ایک سے زیادہ ہوں تو مرد کو چاہیے کہ ان کے درمیان ممکنہ حد تک انصاف وعدل کا رویّہ اختیار کرے، ایک ہی طرف نہ جھک جائے۔ چنانچہ ارشاد ربّانی ہے:"فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ"[36]"اور ایک بیوی کی طرف اس طرح نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو ادھر لٹکتا ہوا چھوڑ دو۔"
- اسلام کا حکم ہے کہ اگر مرد اور عورت کے درمیان جدائی ناگزیر بھی ہو تو بھی شرافت اور ہمدردی کے ماحول میں ہو۔ اگر اس سے قبل عورت کو ہدایہ اور تحائف دیے گئے ہوں تو وہ واپس نہ لیے جائیں۔ اللہ ربّ العزّت کا فرمان ہے:"وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا"[37]"اور تمہارے لیے حلال نہیں کہ جو تم نے ان کو دیا اس میں سے کچھ لو۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:"فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا"[38]"ان کو کچھ متاع اور کوئی فائدہ دے کر اچھی طرح سے رخصت کرو۔"

حقوق اولاد: میاں بیوی کے دائرہ کار کی علیحدگی اور باہمی تعلقات کے انضباط کے بعد ان کا اور ان کی اولاد کا تعلق سامنے آتا ہے۔ والدین کے بارے میں قرآن حکیم نے واضح تعلیمات دی ہیں اور فرمایا گیا ہے کہ انہیں "اف" تک نہ کہو یعنی انہیں اپنے کسی قول یا عمل سے تکلیف نہ پہنچاؤ اور جب تک وہ صریح اسلامی تعلیمات کے خلاف حکم نہ دیں ان کی نافرمانی نہ کرو۔ دوسری طرف والدین پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت کا خیال رکھیں۔ بھوک، غربت کے ڈر اور زمانہ جاہلیت کی طرح اپنی اولاد کو قتل نہ کریں اور ان کی ایسی عمدہ تربیت کریں کہ وہ معاشرے کے مفید افراد ثابت ہوں۔

اسلام کے مطابق والدین کو اولاد کے لیے یہ دعا مانگنی چاہیے:"وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا"[39]"اے رب! اس (بچے) کو خوش اطوار بنادے۔"

والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نیکی اور برائی کا فرق سکھائیں۔اللہ عزّوجل کا فرمان ہے:"وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ"[40]
"اور وہ(حضرت اسماعیل علیہ السلام)اپنے اہل وعیال کو نماز اور زکوۃ کا حکم دیتے تھے۔"

سورۃالفرقان کے آخر میں یہ دعادرج ہے:"وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا"[41]
"وہ عرض کرتے ہیں:اے ہمارے پروردگار!ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی رکھ اور ہمیں پرہیز گاروں کا امام بنا۔"
مفسرین کے نزدیک اس آیت میں "متقین"سے مراد"افراد خانہ"ہیں۔

اسلامی صلہ رحمی:1۔خاندان کی تنظیم کے بعد اسلام نے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم دیا ہے۔صلہ رحمی میں تمام رشتہ دار شریک ہیں۔اس دائرے میں ایک خاندان سے آگے بڑھ کر کئی خاندان شریک ہو جاتے ہیں جن میں باہمی خونی تعلق ہوتا ہے یا رشتے ناطے ہوتے ہیں۔قرآن کریم نے ایک خاندان کے افراد کے باہمی تعلق کے لیے لفظ"احسان"کا استعمال کیا ہے اور اس کے بعد حکم دیا ہے کہ اپنی خوشیوں میں ذوی القربیٰ کو یاد رکھا جائے،چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:"وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَى"[42] "اور والدین اور قریبی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔"

ایک اور مقام پر حکم خداوندی ہے:"وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى"[43]"اور باوجود عزیز رکھنے کے مال اپنے رشتہ داروں کو دے دو۔"

2۔ایک خاندان اور اس کے قریبی رشتہ داروں کے بعد اس خاندان اور اس کے ہمسایہ خاندان کے تعلقات کا مرحلہ آتا ہے۔اس میں ہمسایہ،اہل محلّہ اور جان پہچان والے دوسرے لوگوں کا باہمی تعلق سامنے آتا ہے۔قرآن حکیم نے ہمسائے سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور یہی حکم ان لوگوں کے بارے میں بھی ہے جن سے معمولی میل جیل ہو،اس دائرے میں اہل محلّہ بھی آتے ہیں۔چنانچہ ارشاد ہے:
"وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ"[44] "اور احسان کرو ہمسایوں،اجنبی ہمسایوں،پاس بیٹھنے والوں اور مسافروں کے ساتھ۔"

اہل محلّہ کے لیے مسجد کو پورے محلّے کا محور بنایا گیا جہاں وہ پنجگانہ نماز کے لیے جمع ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں۔

3۔اسلام میں حکم دیا گیا ہے کہ مسلمانوں سے ملاقات کی ابتداء"سلام"سے کی جائے۔اس طرح یہ تعلیم دی گئی ہے کہ آپ سے بات کرنے والا جس انداز سے بات کرتا ہے،آپ کا فرض ہے کہ آپ بھی اسی انداز سے بات کریں یا اس سے بھی اچھے انداز سے بات کریں۔سلام کی تعلیم قرآن حکیم میں اس طرح دی گئی ہے:"وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا"[45]"جب کوئی احترام کے ساتھ سلام کرے تو اس کو اس سے بہتر طریقے سے جواب دو یا کم از کم اس کی طرح۔"

4۔اسلام نے معاشرے کے نادار،اپاہج،یتیم اور بیوہ افراد کی نگہبانی کو لازم قرار دیا ہے۔قرآن حکیم کی سورۃ الماعون میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ شخص خوف آخرت نہیں رکھتا:"يَدُعُّ الْيَتِيمَ وَلَا يَحُضُّ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ"[46]

"جو یتیموں کو دھکے دیتا ہے اور ناداروں کو کھانا کھلانے کے لیے ترغیب نہیں دیتا۔"

دوسرے مقام پر سورۃ الذٰریات میں ارشاد ہے: "وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ"[47] "ان (مسلمانوں) کے اموال میں سائل اور نادار کا بھی حق ہے۔"

اس مقصد کے لیے شریعت نے زکوٰۃ اور صدقات کو مشروع قرار دیا ہے۔

اسلامی معاشرت کی بنیاد: اسلام کے معاشرتی نظام کی بنیاد عالمگیر برادری، رنگ و نسل کے بجائے عقائد و اخلاق، عائلی نظام کی مضبوطی، جنسی تعلقات کے انضباط، مرد و عورت کے دائرہ کار کی علیحدگی اور عام انسانی دوست کے قوائد اور اصولوں پر رکھی گئی ہے۔ ایک مسلمان جس طرح اپنے خاندان اور محلّے کا ہمدرد ہوتا ہے اسی طرح وہ انسانیت کا ہمدرد ہوتا ہے۔ قرآنی نقطہ نظر سے وہ معاشرہ اسلامی معاشرہ نہیں ہے جس میں پڑوسی ایک دوسرے کا دشمن ہو اور ایک ہی منزل کے دو مختلف حصوں میں رہنے والے ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہوں اور یہ دونوں مسلمان ہوں۔

یہ قرآنی نظام معاشرت کا ایک مجمل خاکہ ہے۔ اس کی جھلکیاں آج کسی حد تک مسلمان معاشرے میں موجود ہیں۔ صدیاں گزر گئیں جب کہ مسلمانوں کا اجتماعی اور سیاسی نظام مختل ہو چکا ہے، بلکہ کئی مسلم معاشرے صدیوں غیر مسلم حکومتوں کی ماتحتی میں زندگی بسر کرتے رہے ہیں، لیکن اس کے باوجود آج بھی مسلم معاشرے میں قرآنی نظام کے آثار موجود ہیں اور انہیں نہیں مٹایا جا سکا۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ قرآن حکیم نے اسلامی نظام معاشرت کے لیے کچھ خاص اور مستحکم حفاظتی تدابیر اختیار کیں جن کی بدولت آج اسلامی معاشرہ قائم ہے۔

- اسلام نے قرآن و سنّت کی شکل میں اسلامی نظریہ کے تصور کو زندہ رکھا۔ مسلمانوں کے عقائد درست ہیں اور سنّت رسول ﷺ نے انہیں ہمیشہ حسن سلوک اور حسن معاشرت کی ترغیب دی۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا"[48] "جس نے بھی کسی اچھی روایت کی بنیاد رکھی، اسے اس کا اجر ملے گا اور اس پر قیامت تک جو بھی عمل کرے گا اس کا اجر بھی۔"

اچھی روایت قائم کرنا بھی اسلامی معاشرت کے بقا کا ضامن ہوا۔ چنانچہ مسلمانوں نے ہمیشہ ایسی روایات کو اپنائے رکھا جن کا تعلق حسن سلوک، فیاضی، مہمان نوازی، بڑوں اور اساتذہ کا ادب اور دوسرے آداب سے تھا۔

- تعلیم کی وسعت اور اشاعت بھی اسلامی نظام معاشرت کے تحفظ کا اہم ذریعہ رہی۔ قرآن مجید نے علم، تدبیر اور حکمت کو حد درجہ اہمیت دی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے حصول علم کو انسانی فریضہ قرار دیا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان ہمیشہ علم دوست رہے۔
- مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ بھلائی کا حکم دیں، اسے پھیلائیں اور برائی سے روکیں۔ یہ کام ہر شخص پر اس کی استطاعت کے مطابق فرض ہے۔ چنانچہ مسلمانوں نے ہمیشہ اپنے معاشرے میں منکر پر نکیر کی اور اسے پھلنے پھولنے نہیں دیا۔ اس کے برخلاف اسلام نے

ہمیشہ معروف کی حوصلہ افزائی کی اور یہ شعور اس حد تک آج بھی موجود ہے کہ جو لوگ بذات خود برائیوں میں مبتلا ہیں ان کی اکثریت بھی معروف کو پسند کرتی ہے اور اس کا احترام کرتی ہے۔

- شریعت نے قرآنی نظام معاشرت کی اوّلین بنیاد "خاندان" کو اس حد تک مضبوط کیا ہے کہ مسلمانوں میں خاندانی نظام اور خاندان کی گرفت آج تک مضبوط ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلام کے سیاسی، معاشی، قانونی اور تعلیمی نظام کے اضمحلال کے باوجود اسلامی معاشرہ کسی قدر زندہ ہے۔

تقابل:

- اسلام اور کنفیوشس مذہب میں اخلاقی اور سیاسی تعلیمات بنیادی طور پر یکساں ہیں لیکن ظاہری شکل اور عملی طریقہ مختلف ہے۔
- دونوں مذہب انسانی دوستی اور انسانی فطرت کے گناہ سے پاک ہونے کے دعویدار ہیں۔
- دونوں نے اعتدال کی راہ کی تلقین کی ہے۔ خیر الامور اوسطھا
- دونوں معاشرتی رابطوں کو مستحکم بنیاد پر قائم کرنا چاہتے ہیں۔
- کنفیوشس مذہب معاشرتی تعلیمات اور سیاسی رابطے کی تلقین کرتا ہے لیکن اسلام نے زیادہ مفصل اور جامع تعلیمات دی ہیں۔
- حکیم کنفیوشس نے جن پانچ رابطوں کے استحکام پر زور دیا ہے وہ مبہم اور غیر واضح ہیں، جبکہ اسلام نے ان رابطوں کے متعلق تفصیل، وضاحت اور جامعیت سے تاکید کی ہے۔

خلاصہ بحث: کنفیوشس ازم چین کا مذہب ہے اور اس کا بانی کنفیوسش (Confucius) چین کا فلسفی اور عالم ہے۔ اس کی اخلاقیات پر مبنی تعلیم نے چین کے زبردست اہمیت حاصل کی۔ کنفیوشس کا خاندانی نام کونگ تھا۔ اس کا اصلی نام کُنگ فوزے تھا، جو مغربی مصنفوں نے بگاڑ کر کنفیوشس کر لیا اور اب اسی نام سے وہ پوری دنیا میں مشہور ہے۔ اس کا خاندان کُنگ ملک کے نہایت معزز خاندانوں میں شمار ہوتا تھا۔ اس نے معاشرتی تعلیمات کے لیے 5 رابطے پیش کیے۔

1۔حاکم اور رعایا کا تعلق 2۔باپ اور بیٹے کا تعلق 3 ۔میاں اور بیوی کا تعلق

4۔بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی سے تعلق 5۔دوست کا دوست سے تعلق۔

کنفیوشس نے اخلاقی زندگی اور معاشرتی استحکام کی بنیاد مذکورہ بالا پانچ رابطوں پر رکھی ہے، ان میں سے ہر ایک کے ذمہ کچھ فرائض اور ہر ایک کے لیے کچھ حقوق ہیں، جن کا تعلق حاکم وقت سے بھی ہے اور عام رعایا سے بھی۔ ان میں سے ہر شخص اطاعت و فرمانبرداری کے ایسے نظام سے منسلک ہے جس کا تعلق ایک دوسرے سے ہے۔ پہلے چار رشتوں کے متعلق معین اصول ہیں اور پانچویں میں تسلیم و رضا اہم کردار سرانجام دیتے ہیں

قاصر ہو اور رعایا بھی اپنے مقام سے دور جا چکی ہو۔ باپ اپنے مقام اور مرتبہ سے غافل ہو اور بیٹا اپنے فرائض سے منہ موڑ چکا ہو۔ علی ھذ القیاس اخلاقی بلندی اور معاشرتی استحکام اس وقت تک نہیں آسکتا جب تک ہر ایک اپنے اپنے مرتبہ اور مقام کا خیال نہ رکھے۔ اس کے برعکس اسلام کی معاشرتی تعلیمات میں مساوات، عائلی زندگی، حقوق اولاد اور صلہ رحمی شامل ہیں۔ اسلام نے انسان پر بے شمار معاشرتی ذمہ داریاں عائد کی ہیں اور انسان ایک معاشرتی فرد ہے جس پر اسلام نے فرض کیا ہے کہ وہ زندگی کے تمام پہلوؤں میں ایک دوسرے کے مسائل کا خیال رکھے۔ اسلام نہ صرف اسلامی معاشرے کو اہمیت دیتا ہے بلکہ معاشرے کی سب سے بہترین اور اعلیٰ صورت کو بیان کرتا ہے۔ اسلام نے انسانی معاشرے کے تمام پہلوؤں پر توجہ دی ہے جن پر عمل کرکے ایک صحت مند اور مفید معاشرہ تشکیل دیا جاسکتا ہے۔

حوالہ جات:

---

[1] Alnnadwat ul Almia lishabab il islami," Almosoa Almesra Fil Adyan Walmzahib Walahzab almasirah", (Daar Alndwa Alalmia,littaba Wannashar Watouzee,1420),2/712

الندوۃ العالمیۃ للشباب الإسلامي، الموسوعۃ المیسرۃ في الأدیان والمذاھب والأحزاب المعاصرۃ، (دار الندوۃ العالمیۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، الطبعۃ: الرابعۃ، 1420ھ)، 2/712

[2] Sayyad Asad Ali Anwari,Saheefa Cheen,P:89

انوری، سید اسد علی، صحیفہ چین، (مکتبہ جامعہ دہلی، س ن)، ص:89

[3] Alnnadwat ul Almia lishabab il islami," Almosoa Almesra Fil Adyan Walmzahib Walahzab almasirah",2/749

الندوۃ العالمیۃ للشباب الإسلامي، الموسوعۃ المیسرۃ في الأدیان والمذاھب والأحزاب المعاصرۃ، 2/749

[4] Sayyad Asad Ali Anwari,Saheefa Cheen,P:97

سید اسد علی انوری، صحیفہ چین، ص:93

[5] Ahmad Deedat, Shaikh,"Confucius Zartasht Or Islam",(Mushatq Corner Alkareem Market Urdu Bazar Lahore),P:34

احمد دیدات، شیخ، کنفیوشس زرتشت اور اسلام، (مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور، س ن)، ص:34

[6] Alnnisa(4):59

النساء(4):59

[7] Albukhari, Abu Abdullah Muhammad Bin Ismaeel,"Aljame Alssahih",(Daar touq Alnnijat,1422),Hadith No:7257

البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، (دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، حدیث نمبر:7257

[8] Alwaqdi,Muhammad Bin Umar Waqid,"Alrrad Ma nubza……."(Daar ul Gharb Alislami, Berout,1990, 1410),1/48

الواقدي، محمد بن عمر بن واقد السهمي، الردة مع نبذة من فتوح العراق وذكر المثنى بن حارثة الشيباني،(دار الغرب الإسلامي، بيروت، الطبعة: الأولى،1410ھ-1990م)،1/48

[9] Albukhari,Abu Abdullah Muhammad Bin Ismaeel,"Aljame Alssahih",(Daar Touq Alnnijat,1422h),Hadith No:7144

البخاري، ابوعبد الله محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح،(دار طوق النجاۃ،1422ھ)،حدیث نمبر:7144

[10] Alnnadwat ul Almia lishabab il islami," Almosoa Almesra Fil Adyan Walmzahib Walahzab almasirah",2/754

الندوة العالمية للشباب الإسلامي، الموسوعة الميسرة في الأديان والمذاهب والأحزاب المعاصرة،2/754

[11] Sayyad Asad Ali Anwari,Saheefa Cheen,P:97

سید اسد علی انوری، صحیفہ چین، ص:97

[12] Alttahreem(66):6

التحریم(66):6

[13] Alasra(17):23,24

الاسراء(17):23،24

[14] Alnnisa(4):34

النساء(4):34

[15] Alnnisa(4):34

النساء(4):34

[16] Ibn e Maja,Abu Abdullah Muhammad Bin Yazeed Alqazini,"Sunan Ibn e Maja",(Daar Ahya alkutub Alarbia,Faisal Esa Albabi Alhalbi),Hadith No:1758

ابن ماجة، أبوعبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجہ،(دار إحياء الكتب العربية- فيصل عيسى البابي الحلبي، س ن)حدیث نمبر:1758

[17] Altirmzi,Abu Esa Muhammad Bin Esa,"Sunan Altirmzi",(Shirkat Maktaba Wamatba Mustafa Albabi Alhalbi, Misar,1975,1395),Hadith No:3895

الترمذي، أبوعيسى محمد بن عيسىٰ، سنن الترمذي،(شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر،1395ھ-1975م)، حدیث نمبر:3895

[18] Albaghwi,Muhayy u Sunna,abu Muhammd Alhussain,"Shrah Alsunna",(Almaktab Alislami Damsqu, Berout,1983, 1403),9/108

البغوي، محيي السنة، أبو محمد الحسين، شرح السنة،(المكتب الإسلامي- دمشق، بيروت، الطبعة: الثانية،1403ھ-1983م)،9/160

[19] Alhujraat(49):20

الحجرات(49):10

[20] Alimran(3):103

آل عمران(3):103

[21] Alnnishapuri, Muslim Bin Hjaj,"Aljame Alssahih",(Daar ahyaeTturas,Alarbi, Berot),Hadith No:2564

النيشابوري، مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري، الجامع الصحيح،(دار إحياء التراث العربي–بيروت، س ن)، حدیث نمبر:2564

[22] Abu Dawood, Suleman Bin Ashas,"Sunan Abi Dawood",(Almaktba Alasriya,Berot),Hadith No:4599

أبو داود، سليمان بن الأشعث بن إسحاق، سنن ابی داؤد،(المكتبة العصرية، صيدا–بيروت، س ن)، حدیث نمبر:4599

[23] Alhashar(59):9

الحشر(59):9

[24] Albukhari, Aljame Alssahih, Hadith No:2442

البخاری، الجامع الصحیح، حدیث نمبر:2442

[25] Ibn-e-Khaldoon, AbduRahman Bin Muhammad Bin Muhammad, "Tareeekh Ibn e Khaldoon", (Daar ul Fikr, Berout,1988,1408),1/132

ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد بن محمد، تاریخ ابن خلدون،(دار الفكر، بيروت, الطبعة: الثانية، 1408ھ–1988م)، 1/132

[26] Al-Tghabun (64):2

التغابن(64):2

[27] Alhujrat (49):10

الحجرات(49):10

[28] Al-Imran (3):28

آل عمران(3):28

[29] Al-Hujrat (49):13

الحجرات(49):13

[30] Al-Ttibrani, Suleman Bin Ahmad Bin Ayoub Bin Matir, (Daar-ul-Haramain, Al-Qahirah), Hadith No:4749

الطبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير، المعجم الأوسط،(دار الحرمين، القاهرة، س ن)، حدیث نمبر:4749

[31] Al-Isra (17):70

الاسراء(17):70

[32] Al-Isra (17):70

الاسراء(17):70

[33] Al-Ahzab (33):33

الاحزاب(33):33

[34] Al-Baqarah (2):187

البقرہ(2):187

[35] Al-Room 30):21

الروم(30):21

[36] Al-Nisa (4):29

النساء(4):129

[37] Al-Baqarah (2):29

البقرہ(2):229

[38] Al-Ahzab (33):49

الاحزاب(33):49

[39] Maryam (19):6

مریم(19):6

[40] Maryam (19):55

مریم(19):55

[41]Al-Furqan (25):74

الفرقان(25):74

[42] Al-Nisa (4):36

النساء(4):36

[43] Al-Baqarah (2):177

البقرہ(2):177

[44] Al-Nisa (4):36

النساء(4):36

[45] Al-Nisa (4):86

النساء(4):86

[46] Al-Maoon (107):2,3

الماعون(107):2،3

[47] Al-Zariyat (51):19

الذٰریات(51):19

[48] Al-Tibrani, Suleman Bin Ahmad Bin Ayoub, Masnad Al-Shamain, (Mousast-Ur- Risala, Berout, 1st edition 14025H, 1984 A.D), Hadith No:2560

الطبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب، مسند الشاميين، (مؤسسة الرسالة–بيروت، الطبعة: الأولى، 1405–1984)، حدیث نمبر:2560

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.